سوال

میری منگنی ہوئی (عقد نکاح مولوی کے پاس عورت کے ولی اور دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا) اور یہ چند ماہ تک رہی اس عرصہ میں نے بیوی سے دخول نہیں کیا لیکن کئی ایک بار اس سے خلوت ہوتی رہی ہے، کیونکہ وہ میری شرعی بیوی تھی، اسی اثناء میں ہمارے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے حتی کہ طلاق کا فیصلہ ہوا اور لڑکی کے والد سے اس مسئلہ میں بات چیت ہوئی تو میں نے پوری صراحت کے ساتھ کہا میں علیحدگی چاہتا ہوں اور اس کے متعلق جو بھی مالی مبلغ ادا کرنا پڑے میں اس کے لیے بھی تیار ہوں، اس کا جواب تھا کہ ہم آپ سے کچھ نہیں چاہتے اور یہ کلام کئی ایک بار کی گئی یعنی میری اور لڑکی کے والد کی جانب سے تین بار ٹیلی فون پر یہی بات ہوئی اور میں نے اس کے والد کو کہا کہ آپ کی بیٹی کو طلاق طلاق طلاق ہے، میرا سوال یہ ہے کہ: کیا میری یہ طلاق صحیح ہے اور میں کوئی رجوع نہیں ہوسکتا؟ طلاق کے ایک ہفتہ بعد لڑکی کی والدہ نے مجھ سے نصف مہر کا مطالبہ کیا جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ البقرۃ میں آیا ہے کہ جب بیوی کو چھویا نہ جائے تو اسے نصف مہر دیا جائیگا (جب اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو بتایا گیا کہ اس سے مراد دخول ہے) اور جب میں نے اسے بتایا کہ لڑکی کے والد نے تو مہر چھوڑ دیا ہے تو وہ کہنے لگی: اس نے یہ بات صدمہ کی حالت میں کی تھی اور اسے بیٹی کی طلاق کی خبر ہولناک لگی تھی، یہ علم میں رہے کہ جیسا میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ دو دنوں میں تین بار یہ بات ہوئی تھی اور والد کا جواب یہی تھا کہ ہم کچھ نہیں چاہتے، اور نہ ہی ہم دونوں (میں اور لڑکی کا والد) غصہ کی حالت میں تھے جس کی بنا پر ایسی بات کہی جائے جو سمجھ نہ آئے، تو کیا نصف مہر دینا ہوگا یا کہ باپ نے مہر چھوڑ دیا ہے اس کی وجہ سے ساقط ہو جائیگا؟

جواب

الحمد للہ

اول:

جب عورت کو دخول سے قبل طلاق دے دی جائے تو اسے نصف مہر کی ادائیگی کرنا ہوگی کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

اور اگر تم عورتوں کو چھونے سے قبل ہی طلاق دے دو اور تم نے ان کا مہر بھی مقرر کر دیا ہو تو مقررہ مہر کا آدھا مہر دے دو، یہ اور بات ہے کہ وہ خود معاف کر دیں، یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، تمہارا معاف کر دینا تقوی کے بہت زیادہ نزدیک ہے، اور آپس کی فضیلت اور بزرگی کو فراموش نہ کرو، یقیناً اللہ تعالی تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے البقرۃ (237).

فقہاء کے ہاں اس میں اختلاف ہے کہ آیا خلوت کے بعد دخول کی طرح مکمل مہر ادا کیا جائیگا یا نہیں؟

جمہور کے ہاں یہی ہے کہ کامل مہر واجب ہوجاتا ہے، چنانچہ جس نے بھی اپنی بیوی سے صحیح خلوت کر لی، یعنی وہ بغیر کسی بڑے یا چھوٹے یا امتیاز کرنے والے بچے کے بغیر صرف دونوں ہی خلوت کر لیں اور پھر عورت کو طلاق ہوجائے تو اسے پورا مہر دینا ہوگا

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"مجمل یہ کہ جب مرد اپنی بیوی سے صحیح عقد نکاح کے بعد خلوت کر لے تو اس کا مہر دینا ہوگا اور وہ عدت بھی پوری کریگی چاہے اس نے اس سے جماع نہ بھی کیا ہو، خلفاء راشدین سے یہی مروی ہے

امام احمد اور اثرم نے زرارۃ بن اوفی سے روایت کیا ہے کہ :

خلفاء راشدین نے یہ فیصلہ کیا : جس نے دروازہ بند کر لیا یا پردہ گرا کر اندر چلا گیا تو اس پر پورا مہر واجب ہو گا، اور عدت بھی واجب ہو گی

اور اثرم نے احنف سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ : عمر اور علی اور سعید بن مسیب اور زید بن ثابت سب کے ہاں اس پر عدت ہو گی اور اسے پورا مہر دیا جائیگا، اور یہ معاملہ جات مشہور ہیں اور اس میں ان کے دور میں کسی نے بھی مخالفت نہیں کی تو اس طرح یہ اجماع ہوا " انتہی مختصرا

دیکھیں : المغنی (191/7).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت ذکر کی جاتی ہے جو ایک قاعدہ اور اصول ہونی چاہیے وہ کہتے ہیں :

" کیونکہ اس نے عورت سے وہ کچھ حلال کر لیا جو کسی اور کے لیے حلال نہ تھا، اس لیے ان کا کہنا ہے : اگر مرد نے اس کو شہوت کے ساتھ چھوا یا اس کا کوئی حصہ جو خاوند کے علاوہ کوئی اور نہیں دیکھتا مثلا شرمگاہ تو وہ عورت پورے مہر کی مستحق ہو گی، کیونکہ اس نے وہ کچھ حلال کر لیا جو اس کے علاوہ کسی اور کے لیے حلال نہیں تھا " انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (293/12).

اس بنا پر اگر تو آپ نے بیوی سے وہ کچھ فائدہ حاصل کر لیا ہے تو اس کے لیے پورا مہر واجب ہو گا، اور اس کو عدت بھی پوری کرنا ہو گی

دوم :

مطلقہ عورت کو حق حاصل ہے کہ وہ اگر بالغ اور عقلمند ہو تو اپنے مہر میں سے کچھ حصہ معاف کر دے ؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں.

اور اسی طرح جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے وہ بھی اسی طرح معاف کر سکتا ہے، اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس سے مراد خاوند ہے یا کہ عورت کا ولی ؟

ابو حنیفہ اور احمد اور شافعی کے نئے قول میں اس سے خاوند مراد ہے، چنانچہ اسے حق حاصل ہے کہ وہ نصف مہر معاف کر دے اور اسے مطلقہ عورت کے لیے چھوڑ دے

اور امام مالک اور امام شافعی قدیم قول میں اس سے ولی مراد لیتے ہیں، چنانچہ اسے حق حاصل ہے کہ اپنی ولایت میں عورت کا نصف مہر چھوڑ سکتا ہے

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اہل علم کا اختلاف ہے کہ نکاح کی گرہ کس کے ہاتھ میں ہے امام احمد کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے، اور امام مالک اور علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے :

اور یہ کہ تم معاف کر دو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے.

اور وہ معافی جو تقوی کے زیادہ قریب ہے وہ خاوند اپنا حق معاف کر دے، رہا یہ کہ ولی عورت کا مال معاف کر دے یہ تقوی کے زیادہ قریب نہیں، اور اس لیے بھی کہ مہر تو بیوی کا مال

ہے، اس لیے ولی نہ تو اسے ہبہ کرنے اور نہ ہی معاف کرنے کا مالک ہے جس طرح عورت کا دوسرا مال اور اس کے حقوق معاف نہیں کرسکتا، اور اسی طرح سارے ولی بھی " انتہی مختصرا

دیکھیں : المغنی ابن قدامہ (195/1).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" صحیح یہی ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے اور وہی ہے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، وہ جب چاہے اسے کھول سکتا ہے، اور معنی یہ ہوگا : مگر یہ کہ بیویاں معاف کر دیں یا خاوند معاف کر دیں، اور اگر خاوند معاف کر دیتا ہے تو سار بیوی کو مل جائیگا، اور اگر بیوی معاف کر دیتی ہے تو سارا خاوند کو مل جائیگا " انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (292/12).

اس بنا پر اگر آپ کی مطلقہ بیوی کے والد نے اگر بیوی کے مہر میں سے اس کا حق اس کی رضامندی سے ساقط کیا تو اس نے اپنا ساقط کر دیا ہے، لہذا اسے کچھ نہیں ملے گا، اور ساقط کرنے کے بعد اسے دوبارہ طلب کرنے کا کوئی حق نہیں

لیکن اگر اس کے سقوط کا اگر بیوی کو علم نہ تھا اور نہ اس میں اس کی رضامندی شامل تھی تو پھر اس سے اس کا حق ساقط نہیں ہوگا، چنانچہ آپ کو چاہیے کہ اسے مہر ادا کریں

واللہ اعلم

اسلام سوال وجواب

97229